کریگا: نہ چاہے اسکی رحمت سے کوئی شخص اہل نار سے حکم دیگا فرشتوں کو کہ وہ نکالیں جہنم سے اس شخص کو جو خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا تھا ان لوگوں میں سے کہ جن سے خدا مہربانی کا ارادہ کرتا ہے ان لوگوں میں سے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اس حدیث میں بار بار لفظ ارادہ کو ذکر کیا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ خدا کی مشیت کا تعلق صرف مومن ہی سے ہے نہ کافر سے اس سے معلوم ہوا کہ جہنم سے خروج کی شکل صرف مومن ہی کیلئے ہے نہ کافر کیلئے یعنی یہ حدیث بعینہ آیت ان اللہ لا یغفر الخ کی تفسیر ہے اور اسکے بعد والے ٹکڑے سے اور بھی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مشرک جہنم سے کبھی نہ نکلیگا کیونکہ وہاں ایک مومن کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ جہنم سے آخری نکلنے والا شخص یہی ہوگا اور جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا یہی شخص ہوگا یعنی اس کے بعد نہ کوئی جہنم سے نکلیگا اور نہ کوئی جنت میں داخل ہوگا بلکہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیگا۔ اور اس جگہ سے تبدیل نہ ہوگا۔ ان تمام ادلہ سے جہنم کی بقا بخوبی ثابت ہوگئی قرآن پاک میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس سے صراحتاً یہ معلوم ہوتا ہو کہ جہنم فنا ہو جائیگی اور اگر خدا تعالیٰ کو جہنم فنا کرنی تھی تو انبیاء کے بھیجنے کی کوئی ضرورت نہ تھی انبیاء دنیا میں آئے طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں اور پھر بھی ان کے دشمن ہی اچھے رہے کیونکہ وہ بھی جنت میں گئے دوسرے تابعدار و غیر تابعدار میں کوئی امتیازی حیثیت نہیں ہوئی۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ تابعدار غیر تابعدار سے افضل ہوتا ہے۔ (باقی باقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت صحابہ کرام سے

(از مولوی محمد ابوالخیر بریوائی پرتاپگڑھی متعلم جماعت ثالثہ رحمانیہ)

برادران ملت۔ خداوند لایزال کا یہ دستور ہے کہ جب دنیا میں جہالت و بربریت کا دور دورہ ہوتا ہے مخلوق عالم حقیقی معبود اور اصلی محسن و منعم کو چھوڑ کر خدایان باطل کی پرستش میں محو اور سرگرم ہو جایا کرتی ہے۔ اس وقت رحمت رب جوش زن ہوتی ہے اور ایک سچا ہادی اور اصلی معنوں میں جس کو رہبر کہا جا سکتا ہے مبعوث فرماتا ہے جسکا سلسلہ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی آخری کڑی سرور کائنات آنحضور محمد صلعم قرار دیے جاتے ہیں آپ دنیا میں آتے ہی مخلوق عالم کی اصلاح شروع کر دیتے ہیں چنانچہ جہاں آپ نے فرمایا قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون، جہاں آپ نے یہ تعلیم دی لا تشرک باللہ شیئا و ان قتلت او حرقت اور جہاں یہ کہا لا تقتلوا اولادکم خشیت املاق وہاں ساتھ ہی ساتھ محبت کی بھی تعلیم دی اور ان لفظوں میں تلقین فرمائی لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا۔ یعنی ایمان کے ساتھ محبت بھی ایک ضروری چیز ہے۔ آپ نے لوگوں کو محبت کرنے کی تعلیم دی پس ضروری اور موثر امر یہ تھا کہ آپ پہلے خود عمل کر کے دکھلا دیتے۔ کیونکہ خداوند قدوس ان لوگوں کی تردید فرماتا ہے جو لوگ کہتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے چنانچہ ارشاد باری یوں ہے لم تقولون ما لا تفعلون۔ چنانچہ آپ نے خود اس پر عمل

کوسکے دکھادیا یہ تو عوام کو بھی معلوم ہے کہ حضور سے اصحاب کرام کو بڑی محبت تھی لیکن یہ بھی یقینی چیز ہے کہ آنحضور کو بھی صحابہ سے بیحد محبت تھی جیساکہ مندرجہ ذیل واقعات سے آنحضور کی محبت کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے اللہ رب العٰلمین ارشاد فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ہ یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ حقیقی محبت اعلیٰ جذبہ ہے بلکہ محبت ہی قوت القلب ہے محبت ہی غذا ءالارواح ہے محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے بعثت نبوی سے قبل جہاں علم وحکمت تہذیب وتمدن شرافت و انسانیت کا خون کردیا گیا تھا وہاں محبت ومودت کا بھی نام ونشان نیست ونابود ہوچکا تھا۔ چنانچہ اپنی عزیز اولاد کو زندہ درگور کرنا اسی کا نتیجہ تھا۔ آپ نے آکر محبت کا شیریں وجانفزا پیام سُنایا۔ ساری برائیاں دور کرتے ہوئے اصلی محبت اور سچی الفت کی تعلیم دی اور خود اپنے اصحاب کرام سے حد درجہ بے لوث محبت کی۔ چنانچہ آپ نے جب اوائل اسلام میں توحید کی اشاعت شروع کی تو آپ کو شدائد ومصائب سے دوچار ہونا پڑا مگر تبلیغ میں کوئی چیز سدراہ نہ ہوسکی کچھ دنوں بعد چند لوگ آغوش اسلام میں داخل ہوئے ان کو بھی تکالیف اور مصیبتوں کا آماجگاہ بنایا گیا وہ تکلیفیں دی گئیں کہ الامان والحفیظ۔ چنانچہ حضرت بلالؓ وغیرہ کا واقعہ کسقدر اہم اور رنج وغم سے مملوہ ہے۔ آنحضورؐ نے جب ان تکالیف کو دیکھا تو آپ کو یہ گوارہ نہ ہوا کہ آپ اپنے دوستوں کی تکلیف دیکھتے چنانچہ آپ نے فوراً ہی اجازت دیدی کہ وہ ہجرت کرجائیں لیکن آپ خود ٹھیر کر حکم خداوندی کا انتظار کرتے رہے آخر آپ بھی باجازت رب العزت مدینہ منورہ کو کوچ کرگئے۔ پھر انصار کو مہاجرین کی خدمت ودلداری کی جو تعلیم دی اور خود انصار کی جسقدر دلجمعی کی اپنی حیات وممات کو انصار میں بتلایا یہ آپ کی محبت کی کھلی ہوئی دلیل ہے غزوہ احد کے شہداؤں کے مدفن پر وفات سے دو ایک برس قبل آپ کا جب گذر ہوتا ہے آپ پر سخت رقت طاری ہوجاتی ہے۔ آپ اسوقت چند کلمات ایسے پُر درد کہتے ہیں جیسے کہ کوئی شخص ہمیشہ کیلئے زندوں سے جدا ہورہا ہے یہ تھی آپ کی محبت۔

بیر معونہ کا واقعہ یاد ہوگا جبکہ چند لوگ دربار نبوی میں مسلمانی صورت لیکن قلب میں کفر کی چھریاں لئے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارا قبیلہ مسلمان ہوچکا ہے لہذا آپ ہماری معیت میں چند ایسے افراد کو روانہ کیجئے جو کہ اسلامی احکام سے ہماری قوم کو بخوبی آشنا کرسکیں۔ چنانچہ آپ چالیس قراؤں کو جن کے اکثر افراد اصحاب صفہ سے تعلق رکھتے تھے روانہ کرتے ہیں لیکن اصحاب کرام کے ساتھ غداری اور بیوفائی کی جاتی ہے اور تمام اصحاب کرام شہید کردیئے جاتے ہیں جس وقت یہ روح فرسا خبر آپ سنتے ہیں آپ کے خرمنِ محبت میں رنج وغم کے آتش فشاں شرارے بھڑک اٹھتے ہیں آپ کو ان غداروں اور بیوفاؤں کی ستم کاری کی وجہ سے وہ صبر شکن صدمہ ہوتا ہے کہ تمام عمر کبھی ہوا ہی نہیں چنانچہ آپ ان بدبختوں کیلئے مہینہ بھر فجر کی نماز میں بددعا کرتے ہیں

قبیلہ عرنیہ کا واقعہ جنھوں نے اصحاب کرام کو قتل کیا تھا آہ! ثم آہ کسقدر المناک اور غمناک ہے چند لوگ آنحضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم لوگ مریض ہیں اس مرض سے صحتیاب ہونا چاہتے ہیں سرور کائناتؐ فرماتے ہیں تم فلاں جگہ چلے جاؤ اور وہاں پر اصحاب کرام کے اونٹ ہیں ان کا پیشاب وغیرہ پینا چنانچہ قبیلہ عرنیہ کے لوگ وہاں جاتے ہیں اور ایک مدت تک وہاں رہتے ہیں جب ان لوگوں کو صحت کلی حاصل ہوجاتی ہے۔ عاشقان نبوی کے ساتھ

[illegible] زاری کرتے ہیں اور اصحاب [illegible] وغیرہ لیکر چلے جاتے ہیں لیکن جس وقت یہ ہوش ربا خبر سردار دوجہاں کو پہونچتی ہے [illegible] ہوجاتے اور اسی وقت ایک لشکر جرار کو حکم دیتے ہیں کہ ان کو فوراً گرفتار کر کے [illegible] آپ فرماتے ہیں کہ ان بدبختوں اور بدکرداروں کو ٹھیک اسی طرح قتل کرو [illegible] قتل کیا تھا چنانچہ ان کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا جو کہ انھوں نے محبوب خدا کے دوستوں [illegible] آپ کی محبت کا نتیجہ۔

آپ کی محبت کا [illegible] المناک تکلیفوں میں حضور نے بددعا نہ کی بلکہ [illegible] اتنی محبت تھا کہ ان میں آپ کے آئندہ ہونے [illegible] صحابہ کرام کے قتل پر آپ بددعا کرتے ہیں لیکن [illegible] کے دل میں صحابہ کی [illegible]۔

[illegible] آپ سجدہ میں خداوند قیوم سے گریہ وزاری کرتے ہوئے [illegible] تو تیری عبادت کون کریگا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ [illegible] کہ حضرت عثمان شہید کر دئے گئے آپ بیتاب ہوجاتے ہیں اور [illegible] چنانچہ اسی بنا پر آپ اصحاب کرام سے بیعت [illegible] موسوم کیا جاتا ہے جسکا تذکرہ خداوند قدوس اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الآیہ یہاں سے بھی خوب ظاہر ہوگیا۔ کہ آنحضورؐ کو اصحاب کرام سے کس قدر [illegible] انتقام لینے پر مجبور کیا۔ ایک غزوہ میں ایک صحابی کو تکلیف پہونچتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہیں تاکہ آپ ان کی اچھی طرح خدمت وعیادت کرسکیں [illegible] کر سکتا ہے جبکہ حالت بیماری ہیں۔ ایک معرکہ میں ایک صحابی زخمی ہوجاتے ہیں اور اسی حالت میں [illegible] ہوجاتے ہیں وہ دیگر صحابہ کرام سے غسل کے متعلق دریافت کرتے ہیں صحابہ ان کو جواب دیتے ہیں کہ پانی ہوتے ہوئے ہم غسل [illegible] کیا معنی تیمم تو اس صورت میں ہے جبکہ پانی نہ ملے اور یہاں تو پانی موجود ہے [illegible] غسل کرتے ہیں جس کی وجہ سے شہید ہوجاتے ہیں یہ خبر جسوقت آپ کو ملتی ہے آپ کو سخت صدمہ ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں۔ قاتلوہ قتلھم اللہ۔ ایک صحابیہ مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہوجاتا ہے۔ صحابہ کرام ان کو دفن کر دیتے ہیں چونکہ یہ رات کا موقع تھا اس لئے صحابہ کرام نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو تکلیف دی جائے لیکن جب آپ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال ہوگیا اور مجھے خبر بھی نہیں دی گئی آپ صحابہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کیا تم نے اس کو معمولی کام سمجھا ہے اس کہنے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ خود قبرستان تشریف لیجاتے ہیں اور ان کی قبر پر جا کر دعا واستغفار کرتے ہیں۔ یہ تھی آپ کی محبت۔

حدیث شریف میں ہے آپ فرماتے ہیں تین مسجدوں کے علاوہ کسی کیلئے سواری کھینچنا جائز نہیں۔ حالانکہ آپ

مسجد قبا جایا کرتے تھے۔ دراصل مسجد کی زیارت کے ساتھ وہاں اصحابِ کرام کی ایک جماعت موجود تھی جنکی اصلی محبت اور حقیقی الفت آنحضورؐ کے قعرِ قلب میں پیوست ہو چکی تھی جن کی ملاقات کیلئے آنحضورؐ خود تشریف لیجایا کرتے تھے کیا یہ محبت نہیں ہے۔ ہم غزوہ خندق کے موقع پر آنحضورؐ خود صحابہ کرام کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہیں۔ گو فاقہ سے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے لیکن یہ کب گوارا تھا کہ اصحاب کرام تو خندق کھودیں اور آپ بیٹھے رہیں نہیں نہیں محبت کا اقتضا تو یہ ہے کہ خود بھی شرکت کرتے جیسا کہ آپ نے کیا۔ حاطب بن بلتعہ کے واقعہ میں کیا ہوا تھا جبکہ انھوں نے ابوسفیان کے نام خط بھیجا تھا اور وہ پکڑ لیا جاتا ہے اور تمام راز افشا ہو جاتا ہے دربارِ نبوی میں ان کو حاضر کیا جاتا ہے وہ اقرار کرتے ہیں اس موقع پر آنحضورؐ کی محبت شاملِ حال نہ ہوتی تو ان کی گردن اڑا دی جاتی حضرت عمر فاروق جیسے غیور مسلمان کب یہ حرکت دیکھ سکتے تھے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ان کی گردن اڑا دوں لیکن آپ کب اجازت دینے والے تھے۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں مذہبی جوش کم تھا؟ نہیں بلکہ آپ کے قلب میں ان کی محبت جگہ پکڑے ہوئے تھی۔ ایک غزوہ میں چند صحابہ شہید ہو جاتے ہیں جس وقت یہ خبر آپ کو پہنچتی ہے سخت قلق ہوتا ہے آپ مسجد میں جا کر تنہا بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے آنحضورؐ کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ ہاں آپ کو بجا خود ان کے نفسوں سے زیادہ آپ ان سے محبت کیا کرتے تھے چنانچہ خداوند قیوم ارشاد فرماتا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسھم آپ فرماتے ہیں کہ کوئی ہمارے اصحاب کو گالی نہ دے اسی طرح آپ فرماتے ہیں جس نے ہمارے اصحاب کو تکلیف پہنچائی گویا کہ مجھے تکلیف پہنچائی۔ اور جس نے ہمارے اصحاب سے محبت کی گویا کہ مجھ سے محبت کی کیونکہ محبوب کی تکلیف اپنی ہی تکلیف ہوا کرتی ہے۔

آپ کو اصحاب کرام سے محبت تھی یہی وجہ تھی آپ صحابہ کرام کی تکلیف کو اپنی تکلیف خیال کیا کرتے تھے ان کی ادنیٰ تکلیف پر بے قرار ہو جایا کرتے تھے جیسا کہ واقعات مذکورہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ حضرت ابوبکرؓ کو اگر صدیق کا خطاب ملا تو صرف اسلئے کہ آپ نے ان سے محبت کی اگر عمر فاروقؓ کو فاروق کا خطاب ملا تو اسلئے کہ آپ نے محبت کی اسی طرح حضرت علیؓ اگر حیدر کرار خیبر شکن ہوئے اور حضرت خالد سیف اللہ ہوئے تو صرف اس خاطر کہ سردارِ دو جہاں نے ان سے محبت کی تھی ہاں یہی نہیں بلکہ اصحاب کرام نے اندلس کو فتح کیا ایران پر سکہ جمایا اور یورپ میں اسلامی جھنڈا لہرایا بلکہ عالم کے چپہ چپہ میں اسلامی پرچم لہرایا تو صرف اسلئے کہ خدا کے محبوب نے ان سے محبت کی تھی پس یہ محبت کا نتیجہ اور محبت کی طلسم کاریاں اور سحر کاریاں تھیں جن کی وجہ سے دین دنیا انھوں نے حاصل کیا کیونکہ جس کو خدا کا محبوب محبوب رکھے پھر اس کا کیا ہی پوچھنا۔ احادیث و تاریخ ہزاروں واقعات سے لبریز ہیں میں نے بطور نمونہ چند واقعے پیش کئے ہیں جن سے خوب واضح ہو گیا کہ معلم محبت کو اصحاب کرام سے کس درجہ محبت تھی کیونکہ جب تک دونوں طرف سے محبت نہ ہو اس وقت تک محبت میں کچھ لطف ہی نہیں چنانچہ حضور اکرمؐ اور آپ کے صحابہؓ حسب ذیل شعر کی اعلیٰ مثال تھے ؎

پروانہ اور شمع کے جلنے کا کچھ نہ پوچھ
دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی